بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پوسٹ بکس نمبر ۷۲۹۲ کراچی ۳

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۴۱۱

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا
روزنامہ

المصلح

فی پرچہ تین پیسے

منگل

ایڈیٹر: عبدالقادر بی۔ اے

جلد ۶ | یکم فتح ۱۳۳۲ھش - یکم دسمبر ۱۹۵۳ء | نمبر ۲۰۲

سلسلہ احمدیہ کی خبریں

ربوہ ۲۷ نومبر (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے صحت کے متعلق دریافت کرنے پر فرمایا "گلا ابھی خراب ہی ہے"۔ احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

لاہور ۲۷ نومبر۔ حضرت اماں جی حرم حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع یہ ہے۔ کہ آپ کے عوارض میں پہلے کی نسبت افاقہ ہے فالحمد للہ احباب کامل شفایابی کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا فرمائیں۔

لاہور ۲۷ نومبر۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی الاسدی ربوہ سے لاہور تشریف لا رہے ہیں۔ لاہور میں آپ کا قیام حکیم عبدالوہاب صاحب عمر کے ہاں جو دہلی بلڈنگ میں ہوگا۔ لاہور میں مختصر قیام کے بعد آپ قادیان تشریف لے جائیں گے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحریک جدید کے دور ثانی کے دفتر اول سال اول اور دفتر دوم کے سال دہم کا اعلان

بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام اور تبلیغ احمدیت کے لئے ہر احمدی اپنی قربانی اپنے مقدس امام کے حضور پیش کر دے

نماز جمعہ کے بعد قلیل ترین عرصہ میں تحریک جدید کے دور ثانی کے سال اول کے لئے ۲۵۳۶۱ اور دفتر دوم سال دہم کیلئے ۷۰۳۰ کے وعدوں کی پیشکش

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے آج تحریک جدید کا انیس سالہ پہلا دور ختم ہونے پر تحریک جدید کے دور ثانی دفتر اول کے سال اول کا اعلان فرمایا۔ اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے وہ معارف و حقائق بیان فرمائے۔ جن سے مومنوں کا ایمان بڑھتا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر قربانی کے راستہ میں قدم آگے ہی آگے بڑھاتے جاتے ہیں۔ جس قدر مومن قربانی کے میدان میں قدم آگے رکھتا ہے۔ اسی قدر وہ اخلاص میں بھی آگے بڑھ جاتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ خطبہ بہت جلد احباب کرام تک پہونچانے کی کوشش کی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک احمدی سے مطالبہ فرمایا ہے۔ کہ وہ تحریک جدید کے جہاد کبیر میں حصہ لے۔ کوئی احمدی ایسا نہ ہو۔ جو اس تحریک میں شامل نہ ہو۔ اور جو تحریک جدید کے دور اول میں انیس سال میں شامل ہیں۔ وہ انیسویں سال سے بڑھا کر اپنا وعدہ بیسویں سال میں حضور کے پیش کریں۔ دوسرے لفظوں میں حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے پہلا انیس سالہ دور ختم کرنے والوں کے لئے بیسویں سال کا نام اب "تحریک جدید دور ثانی دفتر اول (سال اول)" رکھا ہے۔ پس پہلے دور والے احباب اپنے وعدے دور ثانی کے سال اول کے لئے گزشتہ سال سے بڑھا کر دیں۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ سال سے بہت بڑھا کر خود اپنی قلم مبارک سے یوں رقم فرمایا۔

تحریک جدید دور ثانی دفتر اول (سال اول) کے وعدے

خود	۳۲۵۱-۰-۰
" از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۳۲۵۲-۰-۰
" از حضرت مسیح موعود علیہ السلام	۳۲۵۱-۸-۰
" حضرت اماں جان	۲۵۰-۰-۰
" ام طاہر	۱۵۰-۰-۰
" ام قیوم	۵۰-۰-۰
" ام رفیع	۵۰-۰-۰
" امۃ الودود	۲۵-۰-۰
" غرباء جماعت	۷۵-۰-۰
	۱۰,۳۵۴-۸-۰

گزشتہ سال حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا وعدہ ۱۰,۰۱۲/- روپے تھا پس احباب کو بھی اپنے امام کے حضور حضور کے پاک نمونہ کے ماتحت گزشتہ سال سے بڑھا چڑھا کر وعدہ پیش کرنا چاہیئے۔ اور ربوہ کے دوست اسی جذبہ کے ساتھ بڑھا کر حضور کی خدمت میں اپنے وعدے پیش کر رہے ہیں۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسب ذیل وعدے حضور کے پیش ہوئے۔

حضور کا اپنا وعدہ بہ تفصیل بالا	۱۰,۳۵۴-۸-۰
حضرت میاں بشیر احمد صاحب	۶۷۵-۰-۰
سیدہ ام مظفر احمد صاحب	۱۱۶-۰-۰
صاحبزادی سیدہ امۃ النصیر صاحبہ	۷۲-۰-۰
پیر معین الدین صاحب	۱۱۲-۰-۰
صاحبزادی امۃ الباری صاحبہ	۷۰-۰-۰
میر داؤد احمد صاحب	۴۳-۸-۰
" از حضرت میر محمد اسحٰق صاحب مرحوم و مغفور	۴۳-۸-۰
" سیدہ ام داؤد احمد صاحبہ مرحومہ	۴۳-۸-۰
سیدہ بشریٰ صاحبہ	۶۱-۰-۰
سید سعید احمد صاحب	۶۱-۰-۰
حضرت میاں عزیز احمد صاحب	۴۵۶-۰-۰
از سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ	۱۷۵-۰-۰
" مرزا سعید احمد صاحب مرحوم پسر میاں عزیز احمد صاحب	۳۸/-
" مرزا مبارک احمد صاحب مرحوم "	۳۸-۰-۰
" مرزا خورشید احمد صاحب "	۲۸-۰-۰
" کلیمہ ریحانہ بیگم صاحبہ	۲۸-۰-۰
" مرزا غلام احمد صاحب	۲۸-۰-۰
" محترمہ والدہ صاحبہ مرحومہ	۳۸-۰-۰

جو وعدے حضور کی خدمت میں پیش ہوئے ان کا کل میزان ۳۲۳۹۱/- روپے ہے۔ ان میں سے دور ثانی کے دفتر اول کے سال اول کے وعدوں کی رقم ۲۵۳۶۱/- ہے۔ اور دفتر دوم سال دہم کا میزان ۷۰۳۰/- روپے ہے۔ ربوہ کے علاوہ بعض افراد اور جماعتوں کی طرف سے بھی وعدوں کی فہرستیں حضور کے پیش ہو چکی ہیں۔ اس میں جماعت کراچی کی طرف سے ۹۶۱۰/- روپے کی رقم نقد بھی شامل ہے۔ ربوہ اور جماعتوں کے پہلے دن کے وعدوں کی کسی قدر مزید تفصیل اس کے بعد شائع کی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس وقت صرف سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چند گھنٹوں کا اسوہ حسنہ جماعت کے پیش کیا جا سکتا ہے۔ تا "تحریک جدید کے دور ثانی دفتر اول کے سال اول" اور دفتر دوم کے سال دہم کے وعدے احباب شاندار اضافہ کے ساتھ اپنے امام کے حضور پیش کریں۔

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

(وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

سوڈان کے انتخابات میں مصر کی حامی جماعت کی نمایاں کامیابی

خرطوم ۳۰ نومبر۔ سوڈان کے انتخابات میں وہاں کی نیشنل یونینسٹ پارٹی نے اپنی مخالف جماعت امہ پارٹی کے مقابلے بہت نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ اب تک جو نتائج شائع ہوئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ نیشنل یونینسٹ پارٹی نے جو مصر کے ساتھ الحاق کی حامی ہے۔ ۹۷ نشستوں کے ایوان میں سے ۵۱ نشستوں پر قبضہ کر لیا ہے۔

عبدالقادر پرنٹر و پبلشر نے مسلم پرنٹنگ پریس میں چھپوا کر دفتر المصلح میگزین لین کراچی سے شائع کی

روزنامہ المصلح کراچی
مورخہ یکم فتح ۱۳۳۲ھ

اسلام میں امن کی اہمیت

کسی ملک میں کوئی تحریک خواہ وہ وقتی حکومت کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ اور خواہ کتنی ہی غلط کیوں نہ ہو۔ خطرناک نہیں ہوتی۔ جب تک اس کا لائحہ عمل قانونی ہو۔ اور مفسدانہ نہ ہو۔ کوئی جمہوری حکومت ایسی تحریک دبانے یا مٹانے کا حق نہیں رکھتی۔ البتہ جس تحریک کا لائحہ عمل لاقانونی اور فتنہ و فساد کو جائز قرار دیتا ہے۔ اور جس میں اقتدار پر قابض ہونے کے لئے جبر و طاقت کے استعمال کو جائز خیال کیا جاتا ہو۔ ہر وقتی حکومت کا فرض ہے کہ جتنی جلد ممکن ہو ایسی تحریک کے طریق کار کا صحیح صحیح اندازہ لگائے۔ اور جہاں تک اس کے لائحہ عمل میں عوام کو جبر و طاقت کے استعمال کے جواز کا تعلق ہے اس کو دبائے۔ کیونکہ حکومت کا اولین فرض ہے کہ ملک میں کسی قسم کا فتنہ و فساد نہ پیدا ہونے دے۔ اور ملک میں ایسا امن قائم رکھے کہ ہر شہری اپنی زندگی کے ہر پہلو کو اپنی رضامندی کے مطابق حتی الوسع نشو و نما دینے کے لئے پورا پورا آزاد ہو۔

بے شک موجودہ زمانے میں حکومت کے فرائض انسانی حیات کی پیچیدگیوں کے زیادہ ہونے کے ساتھ ساتھ زیادہ سے زیادہ پیچیدہ اور متنوع ہو گئے ہیں۔ اور حکومت کو عوام کی سہولتوں کے لئے کئی ذمہ داریاں اٹھانی پڑتی ہیں۔ لیکن ایک حکومت کا بنیادی کام یہی ہے کہ وہ ملک میں کامل امن و امان کی فضا قائم رکھے۔ اور سوسائٹی کے توازن کو تباہ نہ ہونے دے۔ اور ایسے تمام عناصر کو حدود میں رکھنے کے لئے ہر ممکن ذریعہ استعمال کرے جو ملکی امن کو تباہ کرنے والے ہوں۔

مثال کے طور پر اشتراکیت کو لے لیجئے خواہ اس کا نظریہ حیات کتنا بھی غلط ہو۔ مگر جہاں تک اس کے علمی پہلو کا تعلق ہے اس میں کوئی برائی نہیں ہے۔ کہ اس کے حق میں تحریر و تقریر کے ذریعہ اظہار خیال کیا جائے۔ اگر ہم اس کے نظریوں کو غلط سمجھتے ہیں۔ تو ہمیں اس کی غلطیاں واضح کرنے کی پوری آزادی ہے۔ ہمیں اس کے مقابلہ میں استدلال سے کام لینا چاہیئے اور اس کو دبانے کے لئے کسی جبر کی ضرورت نہیں۔ مگر جب ہم دیکھتے ہیں کہ اشتراکیت کسی ملک میں قانوناً قائم شدہ حکومت کا تختہ جبر سے الٹ کر پرولتاریہ کی حکومت قائم کرنا جائز قرار دیتی ہے۔ اور کوئی ملکی اشتراکی تنظیم اشتراکی ممالک سے ساز باز یا انقلاب لانے کے لئے اشتراکی ممالک سے توقع رکھتی ہے۔ تو حکومت کا نہ صرف حق ہے۔ بلکہ فرض ہے کہ ایسی اشتراکی تنظیم کو ملک میں پنپنے نہ دے۔

اسلام میں آئین پسندی پر اتنا زور دیا گیا ہے۔ کہ اگر حکومت کے اقتدار پر غیر صالح لوگ بھی قابض ہو جائیں تو محض امن کے قیام کے لئے ان کی مخالفت کرنا جائز نہیں۔ یہاں ہم مولانا ابو الکلام آزاد کی تصنیف مسئلہ خلافت سے ایک قدرے طویل اقتباس درج کرتے ہیں۔ جس سے اس امر پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ آپ مسئلہ خلافت کا اصلی نظام شرعی بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

مسئلہ خلافت کا اصلی نظام شرعی یہ تھا۔ اگر یہ قائم ہو تو دنیا امن و سکون کی بہشت بن جائے لیکن چونکہ معلوم تھا کہ ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ یہ نظام تیس برس سے زیادہ قائم رہنے والا نہیں۔ اس لئے شرع و ملت کی حفاظت کے لئے ضروری تھا۔ کہ نظام اصلی پر زور دینے کے ساتھ ملان وقتوں کے لئے بھی صاف صاف احکام دیدیئے جائیں جب انتخاب منصب خلافت کے بارے میں شریعت کا ٹھہرایا ہوا طریقہ باقی نہ رہے۔ اور جمہوری حکومت کی جگہ شخصی و استبدادی طریقہ قائم ہو جائے۔

ظاہر ہے کہ اس صورت میں دو ہی راہیں سامنے آتی تھیں۔ اگر ایسے لوگوں کی خلافت تسلیم کر لی جائے۔ تو اس سے امت کی جمعیت جان و مال کا امن ممالک اسلامیہ کی حفاظت احکام شرع کا اجرا جماعت کا قیام و بقا اور اسی طرح کے بے شمار مصالح و فوائد حاصل ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ بلا کسی نزاع کے اسلامی حکومت قائم ہو جاتی ہے۔ اور مزید جنگ و جدال اور کشت و خون کا سدباب ہو جاتا ہے۔ مگر ساتھ ہی غیر مستحق کی خلافت اور غیر شرعی نظام کے قائم ہو جانے سے بہت سی خرابیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔

لیکن اگر خلافت تسلیم نہ کی جائے۔ ان پر خروج کرنے کی اجازت دے دی جائے۔ اور اطاعت امت کا مستحق صرف اہل اور جامع الشروط خلیفہ ہی کو قرار دیا جائے۔ تو پھر دائمی کشت و خون جنگ و قتال۔ دعووں میں تصادم۔ قوتوں میں تزاحم۔ ہمیشگی کی بد امنی کبھی نہ ختم ہونے والی طوائف الملوکی اور انارکی امت کی تباہی ملکوں کی خرابی۔ نظام جماعت کا اختلال۔ احکام شرع کی تعطیل۔ مسلمانوں کے جان و مال کی بد امنی اندرونی خانہ جنگی کی وجہ سے دشمنوں کا حملہ و تسلط اور اسی طرح کی بے شمار ہلاکتوں اور بربادیوں کا ہمیشہ کے لئے دروازہ کھل جاتا ہے۔ مگر ساتھ ہی اس کی امید بھی کی جا سکتی ہے۔ کہ شاید ان بربادیوں کے بعد اصلی نظام خلافت قائم ہو جائے اور نا اہلوں کی جگہ کسی اہل اور جامع الشروط کو خلافت دلائی جا سکے۔

پہلی صورت میں مصلحت کا یقینی حصول مگر خرابیوں کا امکان تھا۔

دوسری صورت میں خرابیوں کا وقوع۔ مگر مصالح کا امکان تھا۔

اسلام نے پہلی صورت اختیار کی۔ اور پوری قوت و اصرار کے ساتھ دوسری راہ مسدود کر دی۔ یعنی مصالح کے امکان پر ان کے وقوع کو ترجیح دی۔

کیا دنیا میں ایک عقل صحیح بھی ایسی مل سکتی ہے۔ جو شریعت کے اس فیصلہ کو غلط بتلائے اللہ کی شریعت کا اصل اصول جلب مصالح اور دفع فاسد ہے۔ یعنی ہمیشہ فوائد حاصل کرنا اور مفاسد کو دور کرنا۔ اور جب مصالح کے ساتھ مفاسد بھی جمع ہو جائیں۔ تو جس راہ میں مصالح زیادہ ہوں۔ اور خرابیاں کم۔ اسی کو اختیار کرنا۔ تمام احکام کا محور یہی اصل ہے۔ پس اگر پہلی راہ اختیار کی جاتی۔ اور خلیفہ کی اطاعت کے لئے خلیفہ کا جامع الشروط اور بطریق صحیح منتخب ہونا شرط قرار دے دیا جاتا۔ تو اس کا کیا نتیجہ نکلتا؟ نصب و انتخاب کے لئے نظام شرعی درہم برہم ہو چکا تھا۔ ہر دماغ میں حرص اور ہر ہاتھ میں تلوار تھی۔ یہی نتیجہ نکلتا۔ کہ ایک عام طوائف الملوکی اور انارکی پھیل جاتی۔ ہر شخص یہ کہہ کر کہ خلیفہ اہل و مستحق نہیں ہے بغاوت کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا۔ تمام امت میں خون اور موت کی وبا پھیل جاتی۔ شہروں کا کوئی محافظ نہ رہتا۔ آبادیوں کا کوئی حاکم نہ ہوتا۔ نہ مجرموں کو کوئی سزا دینے والا۔ نہ ڈاکوؤں سے کوئی بچانے والا۔ زکوٰۃ کس کو دی جاتی؟ جمعہ کون قائم کرتا؟ سرحدوں کی کون حفاظت کرتا۔ تمام عالم اسلام ایک دائمی خانہ جنگی و بد امنی میں مبتلا ہو جاتا۔ امن و نظم ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جاتا ہے۔ دشمنان اسلام ہر طرف سے امڈ آتے۔ اور ان کو روکنے کے لئے کوئی طاقت موجود نہ ہوتی۔ پس اگرچہ ایک نا اہل مسلمان کا خلیفہ ہو جانا برائی ہے۔ لیکن اس سے بھی بڑھ کر برائی یہ ہے کہ تمام ملک برباد ہو جائے۔ اسلام نے ملک و شرع کی حفاظت کو مقدم رکھا ہو گی مصلحت کا حکم رکھتی ہے۔ اور نا اہل و فاقد الشروط کا تسلط گوارا کر لیا جس کا فساد جزئی ہے۔" (مسئلہ خلافت صفحہ ۴۸ تا ۵۱)

مولانا نے از روئے اسلام ایسی صورت کی تشریح کی ہے۔ جب مسلمانوں پر شخصی اور جبری حکومت قائم ہو جائے۔ اور جمہوری طریق دب گیا ہو۔ آپ نے یہ ثابت فرمایا ہے کہ بالفرض کسی اسلامی ملک پر ایسی شخصیت بالجبر مسلط ہو جائے۔ جو غیر صالح ہو تو اسکے برخلاف بھی تلوار اٹھانا جائز نہیں ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو ہم کو سوچنا چاہیئے کہ جب کسی اسلامی ملک میں واقعی جمہوری حکومت قائم ہو۔ اور اسلامی اصولوں کو آئینی طور پر بروئے کار لانے کا حق پورا پورا موجود ہو۔ تو ایسے ملک میں ایک ایسی پارٹی بنانا جس کا مقصد بزور اقتدار پر قابض ہونا ہو کس طرح اسلام میں جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔

اعلان نکاح

مورخہ ۲۹ر نومبر بعد نماز مغرب مکرم شیخ مختار احمد صاحب ابن شیخ عظیم الدین صاحب سوداگر چرم رادھن (ضلع دادو سندھ) کا نکاح محترمہ شاہدہ بیگم صاحبہ بنت حسن خان صاحب سولجر بازار کراچی سے بعوض مبلغ دو ہزار روپے مہر احمدیہ ہال کراچی میں مکرم مولوی عبد المالک خان صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے پڑھا۔

دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس نکاح کو جانبین کے لئے مبارک کرے اور سلسلہ کے لئے برکات کا موجب بنائے۔ آمین

مختار احمد پریس فوٹوگرافر آف فوٹو سروس اکبر روڈ صدر کراچی ۳

۳ر دسمبر کا پرچہ شائع نہیں ہوگا

المصلح کی آئندہ اشاعت میں صدر انجمن احمدیہ ربوہ کا وہ بیان شائع ہو رہا ہے۔ جو تحقیقاتی عدالت میں مولانا ابو الاعلیٰ صاحب مودودی کے پیش کردہ بیان کے جواب میں عدالت مذکور میں داخل کیا گیا تھا۔ یہ شمارہ ۲ دسمبر اور ۳ر دسمبر کے مشترکہ پرچوں پر مشتمل ہوگا۔ اس لئے ۳ر دسمبر کو کوئی علیحدہ پرچہ شائع نہیں کیا جائے گا۔ قارئین کرام مطلع رہیں۔

(مینیجر)

تحقیقاتی عدالت میں مسٹر چشتی کا بیان

لاہور ۸ نومبر۔ کل تحقیقاتی عدالت میں مسٹر ابراہیم علی چشتی پر جرح جاری رہی۔ صدر انجمن احمدیہ کے وکیل چوہدری اسداللہ خان اُن پر جرح کر رہے تھے۔ مسٹر چشتی سے جب یہ سوال کیا گیا کہ:۔

"آیا اُن کے خیال میں احمدیوں کے متعلق مطالبات حق بجانب تھے"۔ تو مسٹر چشتی نے کہا کہ میری ذاتی رائے ہے کہ ان مطالبات کے دو پہلو تھے۔ نظری اور عملی۔ عملی طور پر چونکہ میں سرکاری ملازمت میں ہوں۔ میں ان مطالبات کی تائید نہیں کر سکتا۔ نظریاتی طور پر میں صرف ایک مطالبہ کو درست سمجھتا تھا اور وہ وزیر خارجہ کو ہٹانے کا مطالبہ تھا۔ اور دوسرے دو مطالبات اپنے مقصد میں درست ہوں گے۔ مگر انہیں حاصل کرنے کا طریقہ غلط تھا۔

گواہ نے کہا کہ ان مطالبات کے متعلق میں نے کبھی دوسرے علماء سے تبادلۂ خیالات نہیں کیا تھا۔ اور اس کی وجہ میرا سرکاری ملازم ہونا ہے۔

س:۔ کیا آپ کا سرکاری ضمیر اور ہے اور مذہبی ضمیر اور؟

ج:۔ نہیں۔ س:۔ اگر اس معاملہ میں کسی سے آپ نے تبادلۂ خیالات نہیں کیا۔ تو آپ نے اپنے مذہبی ضمیر کو کیسے مطمئن کیا؟ ج:۔ مذہبی ضمیر ہر شخص پر یہ مجبوری عائد نہیں کرتا۔ کہ وہ ہر عقیدے پر عمل کرے۔ س:۔ اگر آپ طریق کار سے متفق نہیں تھے تو پھر آپ کے مذہبی ضمیر نے آپ کو علانیہ طور پر اس طریق کار کی مذمت کرنے پر کیوں نہ ابھارا؟ ج:۔ ایسا کرنا سرکاری فرائض کے غیر مطابق ہوتا۔ اس سوال پر کہ آیا محکمہ تعلقات عامہ کے فرائض کیا ہیں۔ مسٹر چشتی نے کہا۔ کہ وہ اس محکمے کے لئے جواب نہیں دے سکتے۔

وکیل نے پھر گواہ سے پوچھا کہ آیا محکمہ اسلامیات کے ڈپٹی سیکرٹری کی حیثیت سے ان کا یہ فرض تھا کہ احمدیوں اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان فرقہ وارانہ رجحانات کو روکتے۔

مسٹر چشتی نے کہا۔ کہ صرف اس حد تک کہ یہ چیز محکمہ کو دوسرے تنازعات میں نہ الجھا دے۔

انہوں نے کہا کہ ان کے محکمہ نے اس تنازعہ کو روکنے کیلئے کچھ نہیں کیا۔ کیونکہ دوسرے تنازعوں میں الجھنے کے بغیر کچھ بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ مسٹر چشتی نے کہا کہ شیعہ اور سنیوں کے اختلافات دور کرنے کی غرض سے انہوں نے بورڈ آف اسلامیات کے ارکان کی میٹنگ بلائی تھی۔

عدالت کے استفسار پر کہ آیا وہ ایمانداری سے ایسا سمجھتے ہیں۔ کہ وہ ایک ایسا کام کر سکتے ہیں جو دوسرے تیرہ سو سال سے زائد عرصہ میں نہیں کر سکے۔ گواہ نے جواب دیا۔ کہ میرے خیال میں ہمیں اپنی طرف سے پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ انہوں نے کہا۔ کہ اس تفرقہ کی ابتداء ظہورِ اسلام سے قبل نہیں پائی جا سکتی تھی۔

س:۔ وہ قبیلے کون سے تھے جن میں سب سے پہلے شیعہ سُنی اختلافات رونما ہوئے؟ ج:۔ بنو ہاشم اور بنو سفیان۔ س:۔ کیا بنو امیہ قریشی قبیلہ سے تھے؟

ج:۔ جی ہاں۔ گواہ نے کہا کہ پیغمبر خدا کی پیدائش سے قبل ہاشمیوں اور اُمیہ میں اختلافات تھے۔

س:۔ ظہورِ اسلام سے کتنا عرصہ پہلے تک یہ اختلافات تھے؟

ج:۔ میں اس مدت کے بارے میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔

س:۔ کیا شیعہ سُنی اختلافات میں مخالف فریقین ہاشمی اور اُمیہ تھے؟ ج:۔ جی ہاں۔

وکیل کی مسلسل جرح کے دوران مسٹر چشتی نے کہا۔ سُنی اور شیعوں کے درمیان میٹنگ نظم و نسق کے مسئلہ کے طور پر ہوتی تھیں۔

س:۔ کیا نظم و نسق کے مسئلہ کے طور پر آپ احمدیوں اور غیر احمدیوں کی میٹنگ بلانا ضروری نہیں سمجھتے تھے؟

ج:۔ میں اسے ضروری سمجھتا تھا مگر ان حالات میں یہ ممکن نہیں تھا۔ س:۔ ایسا ممکن کیوں نہیں تھا؟

ج:۔ بورڈ میرے ملازمت میں آنے سے پہلے نامزد ہوا تھا۔ اور چونکہ اس میں کوئی احمدی نمائندہ شامل نہیں تھا۔ اس مقصد کے لئے بورڈ کی میٹنگ بلانا بے سود تھا۔ س:۔ کیا وہ [illegible] کے مطابق ہوم سیکرٹری نے تجویز کی تھی [illegible] شیعہ سُنی جھگڑوں تک محدود تھی؟ ج:۔ جی [illegible]

س:۔ کیا آپ کے اس مقصد [illegible] کی وجہ یہ نہیں تھی کہ آپ کے مذہبی [illegible] کے خلاف تھے؟ ج:۔ مجھ [illegible] ایسا سوال کیا گیا ہے۔

مسٹر چشتی نے کہا کہ اُن کے نزدیک شیعہ اسلام سے باہر ہیں۔

عدالت نے استفسار کیا کہ وہ شیعوں کو دائرہ اسلام سے باہر کیوں سمجھتے ہیں۔ مسٹر چشتی نے جواب دیا کہ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے جو اصطلاح "شیعہ" ان کے ذہن میں آتی ہے۔ وہ ایسے لوگوں کی نیابت کرتی ہے۔ جن کا [illegible] تھا کہ حضرت علیؓ اور پیغمبر خدا [illegible] نبوت [illegible] ہے۔ گواہ نے کہا یہی بڑی وجہ ہے جس کی بناء پر میں شیعوں کو کافر کہتا ہوں۔ جب دوسری وجوہات دینے کے لئے کہا گیا تو مسٹر چشتی نے کہا کہ بعض شیعوں کا اعتقاد ہے کہ قرآن مکمل نہیں ہے۔ س:۔ اگر آپ کے اور اہل تشیع کے درمیان صرف یہی فرق ہو کہ وہ بارہ اماموں میں اعتقاد رکھتے ہیں تو کیا آپ انہیں کافر سمجھیں گے؟ ج:۔ تب وہ مسلمان ہیں خواہ وہ حضرت علیؓ کو دوسرے خلفاء پر انفرادی طور پر ترجیح دیتے ہوں۔ س:۔ اگر یہ ترجیح اس عقیدے تک پہنچ جائے کہ ہمارے رسولؐ کے بعد صرف حضرت علیؓ ہی جائز خلیفہ تھے؟ گواہ نے سوال کا جواب دینے سے انکار کر دیا۔

س:۔ اہل [illegible] کو [illegible] سنت و الجماعت اپنے اصل مذہب کو چھوڑ کر شیعی مذہب کی وہ صورت اختیار کر لیتا ہے۔ جو آپ کے خیال کے مطابق اسلام سے اخراج ہے۔ تو کیا وہ شخص مرتد ہو گا؟

ج:۔ یہ سوال اتنے مفروضوں سے عبارت ہے کہ اس کا ٹھیک طور پر جواب نہیں دیا جا سکتا۔

س:۔ اس سوال میں کونسے مفروضے اور قیاس شامل ہیں؟

سوال گواہ کو تین بار پڑھ کر سنایا گیا۔ اور جب انہیں یہ بتایا گیا کہ پوچھنے کا مقصد صرف یہ تھا۔ کہ جب ایک سُنی ان معنوں میں شیعہ ہو جاتا ہے۔ جن کے مطابق گواہ اسے دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہے۔ تو آیا وہ مرتد ہو جاتا ہے۔ اس پر گواہ نے اس طرح ٹال مٹول کی کہ ظاہر ہو گیا۔ وہ اس سوال کا جواب دینے پر رضامند نہیں ہے۔

س:۔ کیا ایک سُنی شیعہ ہو جانے پر مرتد ہو جاتا ہے؟ مسٹر چشتی نے پھر دو گرد کی اور سوال کا جواب نہیں دیا۔

س:۔ آپ نے کہا ہے کہ آپ کو ڈپٹی سیکرٹری کے عہدہ پر سردار عبدالرب نشتر نے تعینات کیا تھا جو اس وقت صوبے کے گورنر تھے۔ کیا آپ کی تقرری انٹرویو کے بعد عمل میں آئی تھی یا کسی سفارش کا شاخسانہ تھی؟ ج:۔ گورنر نے میرا ایک بار سے زیادہ دفعہ انٹرویو کیا تھا۔ مگر تقرری کے احکام سرکاری ذریعہ سے مجھ تک پہنچائے گئے تھے۔

س:۔ کیا آپ خارجیوں کو دائرہ اسلام میں سمجھتے ہیں؟ ج:۔ نہیں۔ س:۔ کیا چکڑالویوں کو دائرہ اسلام میں سمجھتے ہیں؟ ج:۔ نہیں۔ س:۔ کیا آپ اہلحدیث فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں؟ ج:۔ نہیں۔

اس کے بعد مسٹر چشتی پر انجمن احمدیہ اشاعت اسلام کے وکیل مسٹر فتح محمدؐ نے جرح کی۔ انہوں نے مسٹر چشتی سے پوچھا۔ آیا یہ درست ہے کہ آپ نے مسٹر یعقوب خان کو لیکچر دینے کے لئے صرف ایک بار مدعو کیا تھا۔ اور یہ مجلس عمل کی طرف سے

الٹی میٹم دیئے جانے کے بعد کا واقعہ ہے۔ مسٹر چشتی نے جواب میں کہا۔ مجھے معلوم نہیں مگر صحیح واقعہ (پوزیشن) کا علم فائل سے ہو سکتا ہے۔ سوال:۔ ذرا کاغذات دیکھ کر مجھے اس صحیح تاریخ سے مطلع کریں۔ جب آپ نے مسٹر یعقوب کو ربوہ میں تقریر کے لئے کہا تھا؟ جواب ۱۹ جنوری کو۔ سوال:۔ میں آپ کے سامنے یہ خیال پیش کرتا ہوں۔ کہ آپ نے مسٹر یعقوب کو ایک خاص ہیجانی وقت پر انتخاب کیا تھا۔ تا کہ بعد ازاں اس سے آپ اپنی صفائی کر سکیں۔ کیونکہ آپ کا انتخاب ہمیشہ غیر احمدی فرقہ تک محدود رہا۔ بلکہ اس میں وہ لوگ بھی شامل تھے۔ جنہوں نے خلاف احمدیت تحریک میں حصہ لیا تھا۔ جواب:۔ یہ الزام درست نہیں۔ اور بدنیتی پر محمول ہے۔

بعد ازاں آپ پر مجلس عمل کے رکن مولانا مرتضیٰ احمد خاں میکش نے جرح کی۔ جس کے دوران گواہ نے بتایا۔ کہ مولانا ابوالحسنات کو بورڈ کا رکن ۱۹۵۱ء میں اور ممکن ہے اس سے پیشتر بنایا گیا ہو۔ گواہ نے کہا۔ کہ یہ واقعہ ہے۔ کہ مولانا محمد بخش مسلم اور مولانا غلام محمد ترنم کو مجلس عمل کے ارکان بننے سے پیشتر محکمہ اسلامیات کے بورڈ میں لیا گیا تھا۔ سوال:۔ جب یہ حضرات مجلس عمل کے ارکان بن گئے تھے۔ تو کیا اس کے بعد آپ کو مرکزی یا صوبائی حکومت سے ایسی اطلاعات موصول ہوئی تھیں۔ جن سے پتہ چلتا ہو۔ کہ ان حضرات کی سرگرمیاں قابل اعتراض تھیں۔ اور انہیں بند کرنا چاہیئے۔ جواب:۔ نہیں کبھی نہیں۔ سوال:۔ اگر آپ ان حضرات کو جو بعد ازاں مجلس عمل کے ارکان بن گئے تھے یہ کہہ دیتے۔ کہ آپ انہیں اپنے محکمہ کے لئے صرف اسی صورت میں ملازم رکھ سکتے تھے۔ کہ وہ دیگر مذہبی سرگرمیوں میں شمولیت نہ کریں۔ تو کیا آپ کا یہ خیال ہے۔ کہ وہ اس صورت میں ملازم ہونے پر رضامند ہو جاتے۔ جواب:۔ میں ان کی طرف سے کیسے جواب دے سکتا ہوں۔ جب انہیں ملازمت کی پیشکش کی گئی تھی۔ اس وقت انہیں اس سے آگاہ کر دیا گیا تھا۔ کہ ہمارے محکمہ کی پالیسی یہ ہے۔ کہ متنازعہ مسائل میں حصہ نہ لیا جائے۔ اور کہ جب تک وہ اس حکمت عملی پر کاربند رہیں گے۔ اس وقت تک محکمہ کو اس سے دلچسپی نہیں کہ ان کی دیگر مصروفیات کیا ہیں؟ سوال:۔ کیا شیعہ سنی بورڈ محکمہ کے بورڈ سے مختلف تھا؟ جواب:۔ جی ہاں۔ اول الذکر ہوم سیکرٹری نامزد کرتا تھا۔ گواہ نے بتایا۔ کہ شیعہ سنی بورڈ کو اس لئے قائم کیا گیا تھا۔ کہ ذوالجناح اور تعزیہ کے جلوسوں کے بارے میں اختلافات کو مٹائیں۔ س:۔ آپ کے محکمہ نے "اسلام اور معاشی اصلاح" کی کس قدر کاپیاں خرید کی تھیں؟ ج:۔ اس کا ریکارڈ سے پتہ چل سکتا ہے۔ س: میں آپ کے سامنے یہ حقیقت پیش کرتا ہوں۔ کہ آپ نے ایک ہزار نقول خرید کی تھیں؟ ج:۔ یہ درست ہو سکتا ہے۔

کراچی یونیورسٹی میں نفسیات اور بنگلہ کی کلاسیں

کراچی ۲۹ نومبر۔ کراچی یونیورسٹی میں اس ٹرم سے بنگالی اور نفسیات میں آنرز کی کلاسیں ان طلباء کے لئے جو یونیورسٹی سے متعلق کالجوں میں بی۔ اے

۱۶ فروری کو مشرقی بنگال میں عام انتخاب ہوگا

ڈھاکہ ۲۹ نومبر۔ معلوم ہوا ہے کہ مشرقی بنگال اسمبلی کے عام انتخابات کے سلسلہ میں پولنگ کی قطعی تاریخ ۱۶ فروری ۱۹۵۴ء منظور کر لی گئی ہے یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ ۲۴ دسمبر تک رائے دہندگان کی فہرست شائع کی جائے گی۔ پولنگ کے چار ہزار بیلٹ بکس تیار کرائے گئے ہیں۔ اور ایک لاکھ ۲ ہزار تیار کئے جا رہے ہیں۔ انتخابات کی تیاریاں زور شور سے شروع کر دی گئی ہیں۔ توقع ہے کہ قانون انتخاب کا اعلان بھی بہت جلد کر دیا جائیگا۔

پنجاب مسلم لیگ اسمبلی پارٹی سے استعفیٰ

لاہور ۲۹ نومبر۔ پنجاب اسمبلی کے مسلم لیگی ممبر میاں محمد شفیع نے اسپیکر کو مطلع کیا ہے۔ کہ مسلم لیگی ممبروں کی قلابازیوں کا عالم دیکھ کر اب میں اس پارٹی میں نہیں رہنا چاہتا۔ مجھے آزاد ممبر کی حیثیت سے اسمبلی میں نشست الاٹ کیجئے۔

کراچی ۲۹ نومبر۔ پاکستان نے آئندہ سال کی پہلی سہ ماہی میں پٹ سن کی ۵ لاکھ بوریاں جنوبی افریقہ کو دینے پر رضامندی ظاہر کی ہے۔ گذشتہ ہفتہ اس سلسلہ میں ایک معاہدے پر دستخط ہوئے آدم جی جوٹ ملز اب پٹ سن کا بھاری سامان بھی تیار کرنے لگا ہے۔ گذشتہ چھ ماہ میں اس کارخانے نے جو مال تیار کیا ہے۔ اس کی فروخت سے پاکستان کو غیر ملکی زرمبادلہ کی شکل میں چالیس لاکھ روپے کی آمدنی ہوئی۔

پنجاب مسلم لیگ اسمبلی پارٹی نے ملک فیروز خاں نون کے خلاف تحریک عدم اعتماد مسترد کر دی

لاہور ۲۹ نومبر۔ پنجاب مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کے لیڈر ملک فیروز خاں نون کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک ۵۸ کے مقابلہ پر ۱۱۲ ووٹوں سے آج صبح ناکام ہو گئی۔ ایک ممبر غیر جانبدار رہا۔ اسمبلی پارٹی کے اجلاس میں خان افتخار حسین ممدوٹ اور ان کے ۱۷ ساتھیوں میں سے پندرہ نے شرکت کی۔ تین ممبر اجلاس سے غیر حاضر رہے۔ مسلم لیگی اسمبلی پارٹی کے ایک ممبر مسٹر مظفر خاں جلالی جو کیمبل پور کے حلقے سے کامیاب ہوئے ہیں۔ بوجہ علالت شریک اجلاس نہیں ہوئے۔ پنجاب مسلم لیگی اسمبلی پارٹی کے ممبروں کی کل تعداد ۱۷۸ ہے۔ ان میں ۱۷۵ ممبر اجلاس میں شریک ہوئے۔ اجلاس کی صدارت کے فرائض پارٹی کے لیڈر ملک فیروز خاں نون نے سرانجام دیئے۔ پارٹی کا اجلاس آج صبح دس بجے شروع ہوا۔ اور دو گھنٹے سے کچھ زیادہ دیر تک جاری رہا۔ جناح مسلم لیگ کے ممبر جو اپنے لیڈر خان ممدوٹ کے ساتھ حال ہی میں مسلم لیگ میں شامل ہوئے ہیں۔ پاکستان مسلم لیگ مجلس عاملہ کے فیصلہ کے پیش نظر ایک خصوصی حیثیت سے ووٹ دینے کا حق دیا گیا تھا۔ پنجاب مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کے لیڈر کے خلاف عدم اعتماد کی یہ تحریک مسٹر مشتاق احمد خاں ایم۔ ایل۔ اے نے پیش کی تھی۔ اور مسٹر ثناء اللہ بودلا ایم۔ ایل۔ اے ملتان نے اس کی تائید کی تھی۔ تقریباً ۶ ممبروں نے تحریک عدم اعتماد پر تقریریں کیں۔ جن میں پارلیمنٹری سیکرٹری ملک قادر بخش اور سابق وزیر مسٹر محمد حسین چٹھہ قابل ذکر ہیں۔ آج کے اجلاس میں ایجنڈے کے جو دوسرے امور تھے۔ وہ اجلاس میں زیر بحث نہیں آئے۔ کل صبح ۹ بجے پارٹی کا پھر اجلاس ہوگا۔ اس میں ایجنڈے کے باقی امور زیر بحث آئیں گے۔ پارٹی کے سکرٹری کے عہدے سے ملک عبدالعزیز تھوڑا عرصہ ہوا مستعفی ہو چکے ہیں۔ کل کے اجلاس میں سکرٹری کا انتخاب بھی ہوگا۔

اردو رسم الخط کو برقرار رکھا جائے
دیوناگری رسم الخط کانفرنس کو پنڈت نہرو کا پیغام

لکھنؤ ۔ ۲۹ نومبر۔ دیوناگری رسم الخط میں اصلاح کے لئے لکھنؤ میں منعقدہ کانفرنس کو پنڈت نہرو نے ایک پیغام بھیجا ہے۔ جس میں انہوں نے کہا ہے۔ کہ اردو اور رومن رسم خط کو بھی بھارت میں برقرار رکھا جائے۔ اردو اور رومن رسم خط بالکل مختلف ہیں۔ اور ان کی ان کے حلقے میں حوصلہ افزائی کی جائے گی۔ پنڈت نہرو نے یہ بات بھی کہی ہے۔ کہ جوں جوں زمانہ گذرتا جائیگا۔ دیوناگری رسم خط اردو رسم خط پر غالب آتا جائے گا۔ لیکن اردو رسم خط کو بھارت میں ایک بیش قیمت ورثہ کی حیثیت سے برقرار رکھنا چاہیئے۔ یہ رسم خط چار سو سال سے ہندوستان میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ اور اب بھی لوگ اسے کثیر تعداد میں استعمال کرتے ہیں۔ اور یہ ہندوستانی زندگی کی ایک خصوصیت بن چکا ہے۔ اور مغربی ایشیا اور بھارت کے درمیان ایک رشتہ قائم کر چکا ہے۔ انہوں نے اپنے پیغام میں مزید کہا۔ کہ بھارت میں یکساں رسم خط ایجاد کیا جانا چاہیئے۔ اور اسے بھارت کی مختلف زبانوں کو ضبط تحریر میں لانے کے لئے استعمال کرنا چاہیئے۔ اس کی وجہ سے لوگوں میں بھارت کی دوسری زبانیں سیکھنے کا شوق پیدا ہوگا۔

کراچی کے قریب برطانوی جہاز خشکی پر چڑھ گیا

کراچی ۲۹ نومبر۔ کراچی کی بندرگاہ میں داخل ہوتے وقت ایک برطانوی جہاز جس کا نام اسپرنگ بنک ہے۔ خشکی پر چڑھ گیا۔ اسے پانی میں لے جانے کی کوششیں اب تک ناکام رہی ہیں۔

قافلہ قادیان کے متعلق ضروری اعلان
دوست خطوط کے جواب کا انتظار نہ کریں

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے

بعض دوست قافلہ قادیان کے لئے درخواست دیتے ہیں۔ اور پھر پے در پے خط لکھ کر پوچھتے ہیں۔ کہ ہمارا نام لے لیا گیا ہے یا نہیں۔ ایسے دوستوں کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جیسا کہ گذشتہ سالوں میں اعلان ہوتا رہا ہے۔ قافلہ کے معاملہ میں دوستوں کی عام خط و کتابت کا جواب دینے کا دستور نہیں ہے۔ بلکہ جب آخری فیصلہ ہوتا ہے۔ تو اس وقت ان دوستوں کو اطلاع دے دی جاتی ہے۔ اور اخبار میں بھی اعلان کر دیا جاتا ہے۔ جن کا نام منتخب ہوتا ہے۔ پس دوست اس بارہ میں خواہ نخواہ خط و کتابت کر کے اپنے آپ کو پریشان نہ کریں۔ اگر ان کا نام منتخب ہو گیا۔ تو انشاء اللہ انہیں وقت پر اطلاع مل جائے گی۔ اس معاملہ میں دفتر کا عملہ ہر خط کا جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتا۔ لہذا معذور سمجھا جائے۔ اور صبر کے ساتھ انتظار کیا جائے۔ ابھی تو ہمیں حکومت کی طرف سے بھی آخری منظوری نہیں ملی۔

خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ ۲۷/۱۱/۵۳